OPEN ACCESS
Al-Qālam القلم
P-ISSN: 2071-8683; E-ISSN: 2707-0077
Volume 29, Issue, 1, 2024
http://alqalamjournalpu.com/

غذائی نقطہ نظر سے شرعی اصطلاحات، حلال وحرام، طیب وخبیث کا تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

The Research & Analytical Study of Shariah Terms, Halal and Haram, Tayyab and Khabys from a Nutritional Perspective

Dr. Ghazi Abdul Rehman Qasmi
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan Pakistan
Dr. Razia Shabana,
Associate Professor, Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan **Pakistan**

Abstract

KEYWORDS:

Halal, Haram, Tayyab, Khabis, Islamic Law

Date of Publication: 25-06-2024

Islamic law covers all aspects of life. One of these matters is related to food items. Therefore, the Qur'an and Sunnah used the words Halal, Haram, Tayyab, and Khabais for objects. They can eat what is within the scope of halal and what is forbidden must be avoided. In the same way, the things that are included in Tayyebat are also halal and the things that are applied to Khabais are haram and prohibited. In the research article under review, the meaning of halal and haram, their identification methods have been discussed. In the same way, while explaining the meaning of Tayyab and khabees, the position of the jurists has been examined in detail.

CC BY NC ND

غذائی اشیاء سے مراد وہ چیزیں جو کھائی اور پی جاسکتی ہیں جن سے انسان بھوک اور پیاس مٹاتا ہے اور عربی زبان میں انہیں طعام اور مشروب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ماہر لغت امام خلیل ابن احمدؒ(م-170ھ) اور امام ابن فارسؒ(م-395ھ) نے اس پر روشنی ڈالی ہے۔(1) اور مشروب سے مراد "ہر وہ بہنے والی چیز جس کو چبائے بغیر پیا جائے۔"(2) اسلام میں انسان کی روحانی ترقی کے لیے جہاں دیگر امور کو لازم قرار دیا وہاں حلال غذا کے استعمال

کرنے کا بھی پابند کیا گیا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا﴾ (3)

"لوگو! جو چیزیں زمین میں حلال طیب ہیں وہ کھاؤ۔"

غذائی اشیاء کے حوالہ سے اس مضمون کی اور بھی نصوص ہیں جن میں واضح انداز میں "حلال" کے الفاظ آرہے ہیں اور اخلاقی وروحانی اور شرعی نقطہ نظر سے جو مضر اشیاء تھیں ان کے لیے "حرام، رجس" کے الفاظ استعمال کیے گئے۔ اور کچھ چیزوں کی حلت وحرمت کے لیے "طیب اور خبیث" کا اصول بیان کر دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَي النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ﴾ (4)

"حرام کیا گیا تم پر مردہ جانور اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا، اور وہ جانور جو گلا گھٹنے سے مر جائے، اور وہ جانور جو کسی ضرب سے مر جائے اور وہ جانور جو اوپر سے گر کر مر جائے، اور وہ جانور جو کسی سے ٹکرا کر مر جائے اور وہ جانور جسے کسی درندہ نے کھالیا مگر وہ جسے تم ذبح کر لو، اور حرام کیا گیا ہے وہ جانور جو ذبح کیا گیا پرستش گاہوں پر، اور یہ بھی حرام کیا گیا کہ تقسیم کرو تیروں کے ذریعہ، یہ سب گناہ کے کام ہیں۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ (5)

"اور ان کے لیے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔"

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا اللہ تعالی نے صرف اشیاء کو حرام ہی قرار نہیں دیا بلکہ ان کے متبادل بہتر اور عمدہ اشیاء حلال اور مباح کی ہیں۔ اس پس منظر میں اگر دیکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کونسی چیزیں حرام کی ہیں تو وہ محدود ہیں جن کو قرآن وسنت سے آسانی کے ساتھ معلوم کیا جاسکتا ہے اور اگر حلال کی طرف توجہ کی جائے تو چند محرمات کے علاوہ سب حلال ہیں اور ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

تاہم بعض اہل علم نے حرام کے متبادل جو حلال عطا کیا گیا اس کا مختصر اذکر کیا ہے جن کے تقابل سے دیگر اشیاء کا علم بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ چوتھی صدی ہجری کے مشہور عالم ونحوی امام ابو القاسم عبد الرحمن بن اسحاق الزجاجیؒ (م-337ھ) لکھتے ہیں:

ما حرم الله شيئا إلا وأحل بازائه خيرا منه: حرم الميتة وأباح المذكي وحرم الخمر

وأباح النبيذ وحرم السفاح وأباح النكاح وحرم الربا وأباح البيع(6)

"اللہ تعالیٰ نے اگر کوئی چیز حرام قرار دی تو اس کے بدلہ میں اس سے بہتر چیز حلال کی ہے مثلا مردار کو حرام کیا تو ذبیحہ کو حلال کیا، شراب کو حرام کیا تو نبیذ کو حلال کیا، بدکاری کو حرام کیا تو بدلہ میں نکاح جائز قرار دیا اور اسی طرح سود کو حرام کیا تو خرید و فروخت کو حلال کیا۔"

اسی بات کو مشہور شافعی فقیہ امام ابو الحسن الماوردیؒ (م-450ھ) نے تھوڑی تفصیل سے بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

ما حرم شيئا الا واغنى عنه بمباح من جنسه فانه حرم الزنا واباح النكاح وحرم لحم الخنزير واباح لحم الجمل وحرم الحرير واباح القطن والكتان وحرم الغارة واباح الغنيمة وحرم التعدى والغلبة واباح الجهاد وقد حرم الله الخمر فوجب ان يغنى عنها بمباح من جنسها وليس من جنسها ما يغنى عنها سوى النبيذ(7)

"اللہ تعالی نے اگر کوئی چیز حرام کی تو اسی کی جنس سے کسی اور شئ کو مباح کر کے حرام سے مستغنی کر دیا ہے۔ مثلا زنا کو حرام قرار دیا تو نکاح کو مباح کیا، خنزیر کے گوشت کو حرام کیا تو اونٹ کے گوشت کو مباح کیا، ریشم کو حرام کیا تو بدلہ میں روئی اور سوت کو حلال کیا، لوٹ مار کو حرام کیا تو غنیمت کو مباح کیا، ظلم و ستم کو حرام کیا تو جہاد کو مباح کیا اور اسی طرح جب اللہ تعالی نے شراب کو حرام کو کیا تو نبیذ کو حلال کیا۔"

الغرض شریعت نے حرام کا متبادل حلال پیش کیا اور یہی فقہاء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ صرف حرام کی نشاندہی نہ کریں بلکہ اس کے متبادل جو حلال وطیب ہو اس پر بھی روشنی ڈالیں۔

حلال کا مفہوم

امام ابو ھلال العسکریؒ (م-395ھ) لکھتے ہیں:

الحلال هو المباح الذي علم إباحته بالشرع(8)

"حلال سے مراد وہ مباح جس کی اباحت شرعا معلوم ہو۔"

شیخ ابو اسحاق الشیرازیؒ (م-476ھ) لکھتے ہیں:

المباح ما أذن فيه صاحب الشرع (9)

"شارع نے جس کی اجازت دی ہو وہ مباح ہے۔"

امام غزالیؒ (م-505ھ) لکھتے ہیں:

الحلال المطلق هو الذي خلا عن ذاته الصفات الموجبة للتحريم في عينه وانحل عن أسبابه ما تطرق إليه تحريم أو كراهية(10)

"مطلق حلال وہ ہے جس کی ذات میں حرمت کی صفات نہ ہوں اور نہ اس کے اسباب میں حرمت اور کراہت کا شائبہ ہو۔"

معرفۃ حلال کے لیے مد نظر رہے کہ حَلَالًا ، حِلٌّ، اَحَلَّ ،ا اُحِلَّ ، أُحِلَّتْ ، يُحِلُّ ،إِنْ شِئْتَ، ، لَا جُنَاحَ ،نفی الحرج وغیرہ کے الفاظ سے کسی چیز کا بیان ہو تو وہ حلال ہو گی۔

حرام کا مفہوم

شیخ ابو اسحاق الشیرازیؒ (م-476ھ) لکھتے ہیں:

والمحظور ما حرمه صاحب الشرع (11)

"ممنوع وہ چیز ہے جس کو شارع نے حرام قرار دیا ہو۔"

امام غزالیؒ (م-505ھ) لکھتے ہیں:

والحرام المحض هو مافيه صفة محرمة (12)

"خالص حرام وہ ہے جس میں حرمت کی کوئی صفت پائی جائے۔"

امام کاسانیؒ (م-587ھ) لکھتے ہیں:

لأن مطلق الحرام هو ما تثبت حرمته بدليل مقطوع به (13)

"مطلق حرام وہ ہے جس کی حرمت کا ثبوت دلیل قطعی سے ہو۔"

باقی رہی یہ بات کہ دلیل قطعی سے کیا مراد ہے؟ امام سمرقندیؒ (م-540) لکھتے ہیں:

إما بدليل قطعي نحو نص الكتاب مفسرا لا شبهة في معناه أو السّنة المتواترة أو المشهورة أو الإجماع(14)

"دلیل قطعی سے مراد نص قرآنی جو اپنے مفہوم میں اس قدر واضح ہو کہ اس کے معنی میں کوئی اشتباہ نہ ہو اور سنت متواترہ، مشہورہ، اجماع بھی اس میں داخل ہیں۔"

حرام کا نام، محرم، ممنوع، محظور، معصیت، سئیۃ، ذنب، اثم بھی رکھا جاتا ہے۔(15)

معرفۃ حرام کے لیے مد نظر رہے کہ حَرَّمَ، حُرِّمَ، حُرِمَتْ، مُحَرَّمًا، نَهَى، يَنْهٰى، وَلَا تَقْرَبُوا، رِجْسٌ، لَا يَحِلُّ، لَا تَحِلُّ، غَضبُ الله، حَربُ الله، لعنةُ الله ،كبيرة من الكبائر، خلود جهنم، ظلم ،فسق، نفاق

وغیرہ کے الفاظ آرہے ہو تو وہ کام اور اشیاء حرام ہو نگی۔

طیب کا مفہوم

طیب کی تعریف میں ائمہ کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے۔

حنفیہ کے ہاں طیب سے مراد "وہ چیزیں فطرت سلیمہ جس کو پسند کرتی ہے۔"[16] مالکیہ کے ہاں "وہ اشیاء جن کی حرمت پر نص وارد نہیں ہوئی اور جن اشیاء کو حلال قرار دیا گیا وہ طیبات میں سے ہیں۔"[17] شوافع کی رائے میں "جس چیز کی حرمت پر کوئی نص وارد نہ ہوئی ہو اور اہل عرب اس کو کھاتے ہوں تو وہ طیبات میں سے ہو گی۔"[18] حنابلہ کے نزدیک بھی طیب کا مفہوم وہی ہے جو شوافع نے لیا ہے "کہ اہل عرب جس چیز کو طیب کہیں اور پاکیزہ سمجھیں وہ طیب و حلال میں سے شمار ہو گی۔"[19]

مالکیہ کے موقف پر اہل علم کا نقد

مالکیہ کا یہ موقف "کہ طیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالی نے حلال کیا ہے" اس پر اہل علم نے نقد کیا ہے۔

امام ابو الحسن ماوردیؒ (م-450ھ) لکھتے ہیں:

> "لوگوں نے آپ ﷺ سے حلال و حرام کے بارے میں سوال کیا تو انہیں جواب دیا گیا کہ جو چیزیں طیبات میں سے ہیں وہ حلال ہیں اور جو خبائث میں سے ہیں وہ حرام ہیں۔ طیب اور خبیث کے مفہوم میں یہاں تین باتیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی یہ کہ طیب سے مراد حلال اور خبیث سے مراد حرام ہے اس کا مفہوم یہ نکلا کہ حلال حلال ہے اور حرام حرام ہے یہ مفہوم صحیح نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی بیان ہے۔ دوسری بات طیب سے مراد طاہر اور خبیث سے مراد نجس ہے مگر یہ مطلب لینا بھی درست نہیں ہے اس لیے کہ طاہر و نجس دوسرے شرعی دلائل سے معروف ہیں اس مفہوم کے مراد لینے کی صورت میں بیان شرعی نہ ہوا۔ تیسری بات جو چیز کھانے میں پسندیدہ ہو وہ حلال ہو گی اور جس سے طبیعت نفرت کرے وہ حرام ہے یہی مطلب یہاں مراد ہے۔" [20]

امام فخر الدین رازیؒ (م-606ھ) کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ انہوں نے سورۃ المائدہ کی آیت ﴿أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ﴾[21] اور دوسرا سورۃ الاعراف کی آیت ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ﴾[22] کی تفسیر میں طیبات پر سیر حاصل

بحث کی ہے جس کا مفہوم درج ذیل ہے:

"بعض لوگوں نے کہا طیبات سے مراد وہ اشیاء ہیں جن کو اللہ تعالی نے حلال قرار دیا، یہ مطلب دو وجہوں کی وجہ سے صحیح نہیں ہے۔ اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو آیت کریمہ ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ﴾ کا مطلب یہ ہو گا (ویحل لهم المحللات) کہ اللہ تعالی حلال کی ہوئی چیزوں کو ان پر حلال کرتا ہے اور یہ محض تکرار ہو گا۔ اور نیز اس صورت میں آیت کا مضمون بے فائدہ ہو جائے گا اس لیے کہ ہم نہیں جانتے اللہ تعالی نے کونسی اور کتنی چیزوں کو حلال قرار دیا ہے۔ بلکہ لازم ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہاں طیبات سے مراد وہ اشیاء ہیں جن کو طبیعت پسند کرتی ہے۔۔۔ معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جو نفس کو پسندیدہ ہو اور بطور تلذذ کے کھائی جاتی ہو تو وہ حلال ہو گی لیکن اگر کسی اور دلیل سے معلوم ہو جائے کہ یہ چیز حرام ہے تو پھر وہ حرام ہو گی۔"(23)

خبیث کا مفہوم

خبیث کے مفہوم میں بھی اہل علم کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے جس کا اثر خبائث کے دائرہ کار پر ظاہر ہوتا ہے۔ حنفیہ کے ہاں "ہر وہ چیز جس کو فطرت سلیمہ نفرت محسوس کرتے ہوئے ناپسند کرے وہ خبائث میں سے ہو گی۔"(24) مالکیہ کے نزدیک "خبائث سے مراد حرام کی گئی اشیاء ہیں۔"(25) شوافع کے ہاں "جس چیز سے اہل عرب گھن محسوس کریں وہ خبیث ہو گی۔"(26) حنابلہ کا موقف بھی شوافع والا ہے "کہ اہل عرب جس چیز کا نام خبیث رکھیں وہ خبیث وحرام ہو گی۔"(27)

استطابت واستخباث کے حوالہ سے مذہبِ شوافع کی تفصیل

چونکہ شوافع اور حنابلہ کے ہاں استطابت واستخباث میں اہل عرب کا اعتبار ہو گا تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں اس کی جو تفصیل ہے وہ بھی ذکر کر دی جائے۔ امام ابو الحسن ماوردیؒ (م-450ھ) نے اس مسئلہ پر جو سیر حاصل بحث کی ہے وہ درج ذیل ہے۔

عرفِ عام کی رعایت

طیب وخبیث میں عرف عام کا اعتبار ہو گا عرف واحد معتبر نہ ہو گا اس لیے کہ بعض ایک چیز کو پسند کرتے تو دیگر اس سے نفرت کرتے ہیں تو وہ چیز ایک پر حلال ہو گی اور دوسروں پر حرام ہو گی، جبکہ حلال وحرام کا یہ مسئلہ

ایسا ہے جو جمیع افراد کے لیے ہے لہذا عرف عام کا اعتبار ہو گا۔

اہلِ عرب کے عرف کا اعتبار

اور اس میں ہر زمانے کے تمام لوگوں کا عرف معتبر نہیں ہو گا بلکہ ان کا عرف معتبر ہو گا جنہوں نے اس بارے میں سوال کیا اور انہیں خطاب کر کے جواب دیا گیا تو وہ اہل عرب مراد ہیں جو شہروں میں رہتے ہیں۔

پسند وناپسند میں با اختیار ہونا

پھر ان میں بھی دو قسم کے لوگ ہیں بعض کی پسند وناپسند اختیاری ہوتی ہے اور بعض کی ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے پسند وناپسند ہوتی ہے چنانچہ یہ لوگ ضرورت کی وجہ سے بعض ایسی چیزوں کو بھی پسند کر لیتے ہیں جن کو با اختیار لوگ پسند نہیں کرتے اس لیے ان کا اعتبار نہ ہو گا بلکہ ان لوگوں کا اعتبار ہو گا جو پسند وناپسند کسی مجبوری کی وجہ سے نہ کرتے ہوں بلکہ ان کے عمل واختیار کا اس میں دخل ہو، کیونکہ مجبوری میں اختیار کی گئی چیز کا شمار عرف عام میں نہیں ہوتا۔ یہاں پھر تین صورتیں ہیں:

- فقیر جو پسند کرتا ہے وہ غنی کو ناپسند ہوتی ہے۔
- دیہاتی جو چیز پسند کرتا ہے وہ شہری کو ناپسند ہوتی ہے۔
- قحط کے زمانہ میں جو چیز پسند کی جاتی ہے وہ فراخی اور خوشحالی کے زمانہ میں ناپسند ہوتی ہے۔

لہذا با اختیار لوگوں کی پسند میں یہ تینوں اوصاف شامل ہونے چاہیں۔

اوصافِ خمسہ

آخر میں امام موصوفؒ نے بحث کو سمیٹتے ہوئے پانچ اوصاف بیان کیے ہیں جن کا اہل عرب کے عرف عام میں اعتبار ہو گا۔

1. اہل عرب ہوں۔
2. شہروں میں رہتے ہوں۔
3. جنگلات اور صحرا میں رہنے والے نہ ہوں۔
4. مالی طور پر مستحکم اغنیاء میں سے ہوں۔
5. خوشحالی وفراخی کے زمانہ کی پسند وناپسند ہو۔

جب یہ اوصاف پائے جائیں گے تو وہ جس چیز کو پسند کریں گے وہ حلال سمجھی جائے گی بشرطیکہ اس کی حرمت پر کوئی

نص نہ وارد ہوئی ہو اور اسی طرح وہ جس چیز کو ناپسند کریں گے وہ حرام سمجھی جائے گی بشرطیکہ اس کی حلت پر کوئی نص نہ آئی ہو۔(28)

اس کے بعد امام ماوردیؒ مزید لکھتے ہیں:

جب تحلیل وتحریم میں یہ اصول طے ہوگیا تو ان اوصاف خمسہ سے متصف لوگوں آراء تین قسم کی ہوسکتی ہیں۔

❶ جس چیز کے طیب ہونے پر سب کا اتفاق ہو وہ حلال ہوگی۔

❷ جس چیز کے خبیث ہونے پر سب کا اتفاق ہوگا وہ حرام ہوگی۔

❸ قوم کے بعض افراد ایک چیز کو طیب سمجھیں اور دوسرے بعض افراد اس کو خبیث تو پھر اکثریت پر فیصلہ ہوگا۔

① اگر اکثریت طیب سمجھ رہی ہے تو وہ حلال ہوگی اقلیت کا اعتبار نہ ہوگا اور اگر اکثریت خبیث سمجھ رہی ہے تو وہ حرام ہوگی اقلیت کے طیب سمجھنے کا اعتبار نہ ہوگا۔

② لیکن اگر کسی چیز کے طیب وخبیث ہونے کے بارے میں فریقین مساوی ہوں اور کسی کو دوسرے کی رائے پر ترجیح نہ دی جاسکے تو پھر قریش کا اعتبار ہوگا کیونکہ وہ عرب کے قطب ہیں اور ان میں نبوت تھی اور رسالت کے اولین مخاطب وہی تھے اگر وہ اس کو طیب سمجھیں تو وہ حلال ہوگی اور اگر خبیث سمجھیں تو حرام ہوگی۔

③ اور اگر قریش بھی اس بارے میں مساوی ہوں تو پھر اس کے مشابہ جانور کو دیکھیں گے اگر وہ طیب سمجھے جانے والے جانور کے مشابہ ہوگا تو حلال ہوگا اور اور اگر خبیث سمجھے جانے والے کے مشابہ ہوا تو حرام ہوگا۔

④ اور اگر اس میں بھی اختلاف ہو جائے اور ارض عرب وبلاد عجم سے بھی زیر بحث مسئلہ کا حل ممکن نہ ہو تو پھر ان بلاد عرب کو دیکھیں گے جو جمیع اوصاف معتبرہ کے ساتھ عرب کے قریب ترین ہیں ان کی پسند وناپسند پر حکم کا اعتبار کیا جائے گا۔

⑤ اور اگر پھر بھی اختلاف ہو جائے تو پھر بت پرستوں کے علاوہ اہل کتاب کا اعتبار ہوگا۔

⑥ اور اگر اس میں بھی اختلاف ہو جائے تو پھر اسلام سے قریب ترین شریعت کا اعتبار ہوگا اور وہ نصاری ہیں۔

⑦ اور اگر پھر اختلاف ہو جائے تو پھر اس میں دو وجہیں اور صورتیں ہیں۔ ہمارے اصحاب کا اس مسئلہ میں اختلاف ہوا ہے کہ ورود شریعت سے پہلے اشیاء کا حکم اباحت کا ہے یا ممانعت کا؟

⑧ پہلے قول کے مطابق اشیاء میں اباحت ہے جب تک کہ شریعت کی طرف سے کوئی ممانعت نہ آجائے تو اختلافی

صورت میں جبکہ فریقین مساوی ہوں تو حلال کا حکم لگایا جائے گا۔

⑨ اور دوسرے قول کے مطابق اشیاء میں ممانعت ہے جب تک اباحت پر شریعت کا حکم نہ آجائے تو اختلافی صورت میں جبکہ فریقین مساوی ہیں حرام کا حکم لگایا جائے گا چنانچہ انہی دووجوہ اور صورتوں کا اعتبار ہوگا۔ (29)

امام نوویؒ(م-676ھ) جو فقہ شافعی کے منقح ہیں انہوں نے بھی اس پر بحث کی ہے وہ لکھتے ہیں:

فإن اختلفت قريش۔۔۔۔ اعتبرناه بأقرب الحيوان شبها به والشبه تارة يكون في الصورة وتارة في طبع الحيوان من الصيانة والعدوان وتارة في طعم اللحم فإن استوى الشبهان أو لم نجد ما يشبهه فوجهان: أصحهما: الحل(30)

"اگر قریش کا بھی اس بارے میں اختلاف ہو اور ترجیح وتحکیم کی کوئی صورت عرب وعجم سے معلوم نہ تو پھر اس جانور کے قریب ترین جانور کے ساتھ مشابہت کا اعتبار ہوگا اور یہ مشابہت کبھی صورت میں ہوتی ہے اور کبھی مزاج وعادت میں ہوتی ہے اور کبھی گوشت کے ذائقہ سے ہوگی اور اگر مشابہت میں بھی برابری ہو یا مشابہت کی صورت نہ نکلے تو دو قول ہیں ایک حلت کا اور دوسرا حرمت کا مگر اصح حلت کا قول ہے۔"

شیخ الاسلام علامہ ابن قدامہؒ(م-620ھ) نے بھی اس پر بحث کی ہے کہ طیب وخبیث میں اہل عرب جو شہروں میں رہتے ان کا ذوق پیش نظر رکھا جائے گا وہ لکھتے ہیں:

والذين تعتبر استطابتهم واستخباثهم هم أهل الحجاز من أهل الأمصار لأنهم الذين نزل عليهم الكتاب، وخوطبوا به و با لسنة فرجع في مطلق ألفاظهما إلى عرفهم دون غيرهم ولم يعتبر أهل البوادي لأنهم للضرورة والمجاعة يأكلون ما وجدوا ولهذا سئل بعضهم عما يأكلون؟ فقال: ما دب ودرج إلا أم حبين(31) فقال لِتَهْنِ أم حبين العافية. وما وجد في أمصار المسلمين، مما لا يعرفه أهل الحجاز رد إلى أقرب ما يشبهه في الحجاز فإن لم يشبه شيئا منها فهو مباح لدخوله في عموم قوله تعالى﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰي طَاعِمٍ الخ﴾(32)ولقول النبي صلى الله عليه وسلم «وما سكت الله عنه فهو مما عفا عنه»(33)

"پاکیزہ اور خبیث سمجھنے میں ان اہل حجاز کا اعتبار ہوگا جو شہروں میں رہتے ہیں اس لیے کہ ان پر قرآن کریم نازل ہوا اور وہ قرآن کریم اور سنت کے مخاطب بنائے گے چنانچہ قرآن

وسنت کے مطلق الفاظ کو ان کے عرف کی طرف لوٹایا گیا نہ کہ دیگر کی طرف اس بارے میں دیہاتی لوگوں کا اعتبار نہ ہوگا اس لیے کہ حاجت اور بھوک کے پیش نظر انہیں جو ملتا ہے وہ کھاجاتے ہیں اور ایک مرتبہ کسی دیہاتی سے ان کے کھانے کے بارے میں سوال ہوا تو اس نے کہا جو جانور رینگتے ہیں اور چلتے ہیں سب کھاجاتے ہیں سوائے ام حبین کے، اس پر سائل نے کہا ام حبین کو جان بخشی مبارک ہو اور جو چیز دیگر مسلمانوں کے شہر میں پائی جائے جس کو اہل حجاز نہ پہچانتے ہوں تو اس کا فیصلہ ان لوگوں کے ذوق کے مطابق ہوگا جن کا عرف اہل حجاز کے زیادہ مشابہ ہے اور اگر ان کے مشابہ بھی کچھ نہ ملے تو وہ مباح ہوگی اللہ تعالی کے ارشاد﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰي طَاعِمٍ﴾ اور نبی کریم ﷺ کے ارشاد اور جس سے خاموشی اختیار کی گئی ہے وہ معاف ہے کے عموم میں داخل ہونے کی وجہ سے۔"

الغرض احناف کے ہاں طیب وخبیث میں سلیم الفطرت قوم کی طبیعت اور مزاج کا اعتبار ہوگا خواہ ان کا تعلق عرب سے ہو یا عجم سے، جبکہ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک استطابت اور استخباث میں اہل عرب کا اعتبار ہوگا۔

شوافع وحنابلہ کے موقف پر اہل علم کا نقد

شوافع اور حنابلہ کا یہ موقف کے استخباث میں اہل عرب کا اعتبار ہوگا اس پر مشہور حنفی فقیہ امام ابو بکر جصاص الرازیؒ(م-370ھ)اور امام فخر الدین الرازیؒ شافعی(م-606ھ)نے نقد کیا ہے۔ امام ابو بکر جصاصؒ لکھتے ہیں:

وأما قول الشافعي في اعتباره ما كانت العرب تستقذره وأن ما كان كذلك فهو من الخبائث فلا معنى له من وجوه[34]

"اور رہا امام شافعیؒ کا یہ قول کہ عرب جس چیز سے نفرت کرتے ہوں اس کا اعتبار ہوگا اور اس چیز کا شمار خبائث میں سے ہوگا، متعدد وجوہ سے یہ مطلب مراد نہیں لیا جاسکتا۔"

اس کے بعد امام موصوفؒ نے جو "وجوہ" بیان کی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

❶ نبی کریم ﷺ نے درندوں اور پرندوں کی حلت وحرمت کے بارے میں "ذی ناب" اور "ذی مخلب" کا عمومی ضابطہ بیان کردیا لہذا جو اس کے دائرہ میں آئیں گے وہ سب جانور حرام ہونگے جو اس میں نہیں آتے ان کو

داخل کرنا اور جو شامل ہیں ان کو نکالنا جائز نہ ہو گا۔ اور امام شافعیؒ نے جو بات بیان کی ہے آپ ﷺ نے اس کا اعتبار نہیں کیا بلکہ حرمت میں "ذی ناب" اور "ذی مخلب" کا اصول مقرر کیا۔

❷ خبائث کی حرمت میں خطاب الٰہی صرف اہل عرب تک محدود نہیں ہے بلکہ عرب و عجم کا ہر مکلف اس کا مخاطب ہے۔ لہٰذا عرب جس چیز سے نفرت کریں اس کا اعتبار کرنا اور غیر عرب کو مستثنیٰ قرار دینا یہ ایسا قول ہے جس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ مقتضی آیت سے بھی نکالنے والی بات ہے۔

❸ اگر علی سبیل الفرض مان لیں کہ اہل عرب ہی مخاطب ہیں تو سارے مراد ہونگے یا بعض؟ اگر سارے مراد ہوں تو اکثریت عربوں کی ایسی ہے جو سانپوں، بچھوؤں، شیروں، بھیڑیوں اور چوہوں سے گھن محسوس نہیں کرتے بلکہ بہت سے دیہاتی تو ان چیزوں کو کھاجاتے ہیں تو کیا پھر یہ چیزیں حلال ہو نگی؟ لہٰذا جمیع عرب تو مراد نہیں لیے جاسکتے اور اگر یہ کہا جائے کہ بعض عرب مراد ہیں جو ان چیزوں سے نفرت اور گھن محسوس کرتے ہیں تو دو وجوہات کی وجہ سے یہ قول فاسد ہے۔

① جب خطاب جمیع عرب کو ہے تو بعض کا اعتبار کرنا اور بعض کا نہ کرنا کیسے جائز ہو گا؟

② اور اگر بعض اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں اور دیگر بعض اسی چیز کو پسند کرتے ہیں تو پھر ان کا اعتبار بھی بطریق اولی ہونا چاہیے۔ بہر کیف یہ قول اختیار کرنا کہ استخباث میں اہل عرب کا ہی اعتبار ہو گا جمیع وجوہ سے اس کا نقض ہو رہا ہے۔ (35)

امام فخر الدین رازیؒ (م-606ھ) لکھتے ہیں:

أن الذي يستخبثه العرب فهو غير مضبوط فسيد العرب بل سيد العالمين محمد صلوات الله عليه لما رآهم يأكلون الضب وقال: يعافه طبعي ثم إن هذا الاستقذار ما صار سببا لتحريم الضب وأما سائر العرب فمنهم من لا يستقذر شيئا وقد يختلفون في بعض الأشياء فيستقذرها قوم ويستطيبها آخرون فعلمنا أن أمر الاستقذار غير مضبوط بل هو مختلف باختلاف الأشخاص والأحوال فكيف يجوز نسخ هذا النص القاطع بذلك الأمر الذي ليس له ضابط معين ولا قانون معلوم؟(36)

"جس چیز کو عرب ناپسند کریں وہی خبیث ہو گی اس کو ضابطہ اور قانون نہیں بناسکتے کائنات کے سردار حضرت محمد ﷺ نے جب اہل عرب کو گوہ کھاتے دیکھا تو فرمایا میری طبیعت

اسے پسند نہیں کرتی تو یہ ناپسندیدگی گوہ کی حرمت کا سبب نہیں بنی (37) باقی رہے دیگر عرب تو ان میں بعض لوگ کچھ اشیاء سے نفرت نہیں کرتے بلکہ بعض اشیاء میں تو ان کا اختلاف واقع ہوتا ہے ایک جماعت کسی چیز سے گھن محسوس کرتی ہے تو دوسری اس چیز کو پاکیزہ سمجھتی ہے تو ہمیں معلوم ہوا کہ اہل عرب میں سے ہی استقذار کو ضابطہ بنانا درست نہیں ہے بلکہ ناپسندیدگی اشخاص اور احوال کے مختلف ہونے سے بدلتی رہتی ہے تو اس نص قطعی کا نسخ ایسی دلیل سے کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ جس کے لیے کوئی معین ضابطہ اور معلوم قانون نہیں ہے۔"

لہٰذا ہر وہ چیز جو فطرت سلیمہ میں نفرت کا باعث بنے اس کا شمار خبائث میں کیا جائے گا یہی بات اقرب الی الصواب لگتی ہے جیسا کہ احناف کا موقف ہے۔

امام رازیؒ (م-606ھ) کا رجحان بھی اسی طرف ہے وہ لکھتے ہیں:

ثم اعلم أن العبرة في الاستلذاذ والاستطابة بأهل المروءة والأخلاق الجميلة فإن أهل البادية يستطيبون أكل جميع الحيوانات[38]

"پھر جان لیجئے کہ لذیز اور پسندیدہ جانوروں کے انتخاب میں اہل مروت اور اچھے اخلاق والے افراد کا اعتبار ہو گا، اس لیے کہ دیہات کے لوگ تمام قسم کے حیوانات کے کھانے کو پسند کرتے ہیں۔"

الغرض فطرت سلیمہ جس چیز کو پسند کرے وہ طیبات میں سے ہو گی اور جس سے نفرت محسوس کرے وہ خبائث میں سے ہو گی۔

خلاصہ بحث

قرآن وسنت میں حلال غذا کے استعمال کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور حرام سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ اس بارے میں حلال، حرام، طیب، خبیث کی اصطلاحات استعمال کیں۔ چنانچہ ان اصطلاحات میں حلال وحرام کی توضیحات میں تو فقہاء کرام کے درمیان زیادہ اختلاف نہیں ہے البتہ طیب وخبیث کے مفہوم میں فقہاء کرام کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے۔ چنانچہ اس پس منظر میں غذائی اشیاء میں سے بعض طیب کے دائرہ میں تو دیگر بعض

کے ہاں خبائث کے دائرہ کار میں آتی ہیں۔ اس وجہ سے غذائی اشیاء اور خشکی اور سمندری حیوانات کی حلت وحرمت میں فقہاء کرام کی آراء ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

(1) خلیل ابن احمد، ابو عبد الرحمن، کتاب العین، دار و مکتبۃ الھلال، س ن، جلد 2، صفحہ 25

Khalil Ibn-e- Aḥmad, Abu ᶜAbd-ul-Raḥmān, Kitāb-ul-ᶜAayn, Dār wa maktabat-ul-Hilal, Volume 2, page 25

ابن فارس، احمد، معجم مقاییس اللغۃ، دار الفکر، 1399ھ، جلد 3، صفحہ 411

Ibn Fāris, Aḥmad, Mᶜujam Maqāyīs-ul-Lugh, Dār-ul-Fikr, 1399 AH, Volume 3, Page 411

(2) الجرجانی، علی بن محمد، کتاب التعریفات، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1403ھ، صفحہ 27

Al-Jarjāni, ᶜAli bin Muḥammad, Kitāb-ul-Tᶜarifāt, Beirūt, Dār-ul-Kutub-ul-ᶜImiyyah, 1403 AH, page 27

(3) القرآن، البقرۃ:168

Al-Qurān, Al-Baqarah: 168

(4) القرآن، المائدہ:3

Al-Qurān, Al-Maida: 3

(5) القرآن، الاعراف:157

Al-Qurān, Al-ae'yraf: 157

(6) الدمیری، محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ، حیاۃ الحیوان الکبری، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1424ھ، جلد 1، صفحہ 155

Al-Damīrī, Muḥammad bin Mūsā bin ᶜĪsā, Ḥayāt al-Ḥayawān al-Kubrā, Beirūt, Dār al-Kutub al-ᶜIlmiyyah, 1424 AH, Volume 1, page 155

(7) الماوردی، علی بن محمد، ابو الحسن، الحاوی الکبیر، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1419ھ، جلد 13، صفحہ 390

Al-Māwardī, ᶜAlī bin Muḥammad, Abū al-Ḥasan, al-Ḥāwī al-Kabīr, Beirūt, Dār al-Kutub al-ᶜIlmiyyah, 1419 AH, Volume 13, Page 390

(8) العسکری، الحسن بن عبد اللہ، معجم الفروق اللغویہ، قم، موسسۃ النشر الاسلامی، 1412ھ، صفحہ 196

Al-ᶜAskarī, al-Ḥasan bin ᶜAbdullāh, Mᶜujam al-Furūq al-Lughawiyyah, Qum, Mu'assasat al-Nashr al-Islāmī, 1412 AH, Page 196

(9) الشیرازی، ابراہیم بن علی، ابو اسحاق، التبصرہ فی اصول الفقہ، دمشق، دار الفکر، 1403ھ، جلد 1، صفحہ 533

Al-Shīrazī, Ibrāhīm bin ᶜAlī, Abū Isḥāq, al-Tabsirah fī Uṣūl al-Fiqh, Dimashq, Dār al-Fikr, 1403 AH, Volume 1, Page 533

([10]) الغزالی، احیاء علوم الدین، جلد2، صفحہ 98

Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, Muḥammad bin Muḥammad, Iḥyāʾ ᶜUlūm al-Dīn, Beirūt, Dār al-Maʿrifah, Volume 2, page 98

([11]) الشیرزای، ابراہیم بن علی، ابو اسحاق، التبصرہ فی اصول الفقہ، دمشق، دارالفکر، 1403ھ، جلد1، صفحہ 533

Al-Shīrazī, Ibrāhīm bin ᶜAlī, Abū Isḥāq, al-Tabsirah fī Uṣūl al-Fiqh, Dimashq, Dār al-Fikr, 1403 AH, Volume 1, page 533

([12]) الغزالی، احیاء علوم الدین، جلد2، صفحہ 98

Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, Muḥammad bin Muḥammad, Iḥyāʾ ᶜUlūm al-Dīn, Beirūt, Dār al-Maʿrifah, Volume 2, page 98

([13]) الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، علاء الدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیۃ، 1406ھ، جلد3، صفحہ 57

Al-Kāsānī, Abū Bakr bin Masʿūd, ʿAlāʾ al-Dīn, Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1406 AH, Volume 3, page 57

([14]) السمرقندی، محمد بن احمد، علاء الدین، تحفۃ الفقہاء، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1414ھ، جلد3، صفحہ 370

Al-Samarqandī, Muḥammad bin Aḥmad, ʿAlāʾ al-Dīn, Taḥfah al-Fuqahāʾ, Beirūt, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1414 AH, Volume 3, page 370

([15]) ابن جزی الکلبی، محمد بن احمد، تقریب الوصول الی علم الاصول، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1424ھ، جلد1، صفحہ 170

Ibn Juzayy al-Kalbī, Muḥammad bin Aḥmad, Taqrīb al-Wuṣūl ilā ʿIlm al-Usūl, Beirūt, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1424 AH, Volume 1, page 170

([16]) الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد5، صفحہ 38

Al-Kāsānī, Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ, Volume 5, page 38

([17]) ابن رشد الجد، محمد بن احمد، ابو الولید، المقدمات الممہدات، دار الغرب الاسلامی، 1408ھ، جلد1، صفحہ 417

Ibn Rushd al-Jadd, Muḥammad bin Aḥmad, Abū al-Walīd, Al-Muqaddimāt al-Mumahhidāt, Dār al-Gharb al-Islāmī, 1408 AH, Volume 1, page 417

([18]) الشافعی، محمد بن ادریس، الام، بیروت، دار المعرفۃ، جلد2، صفحہ 271

Al-Shāfiʿī, Muḥammad bin Idrīs, Al-Imām, Beirūt, Dār al-Maʿrifah, Volume 2, page 271

([19]) الخرقی، عمر بن الحسین، ابو القاسم، متن الخرقی علی مذہب ابی عبد اللہ احمد بن حنبل، دار الصحابۃ للتراث، 1413ھ، جلد1، صفحہ 145

Al-Khurqī, ʿUmar bin al-Ḥusayn, Abū al-Qāsim, Matn al-Khurqī ʿalā Madhhab Abī ʿAbd Allāh Aḥmad bin Ḥanbal, Dār al-Ṣaḥābah li-l-Turāth, 1413 AH, Volume 1, page 145

ابن قدامہ المقدسی، عبد اللہ بن احمد، المغنی، مکتبۃ القاہرہ، 1388ھ، جلد9، صفحہ 405

Ibn Qudāmah al-Maqdisī, ʿAbd Allāh bin Aḥmad, Al-Mughnī, Maktabat al-

Qāhirah, 1388 AH, Volume 9, page 405

(20) الماوردی، علی بن محمد، ابو الحسن، الحاوی الکبیر، بیروت، دار الکتب العلمیۃ،1419ھ جلد15، صفحہ135، 133

Al-Māwardī, ʿAlī bin Muḥammad, Abū al-Ḥasan, Al-Ḥāwī al-Kabīr, Beirūt, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1419 AH, Volume 15, pages 135, 133

(21) القرآن، المائدہ:4

Al-Qurʾān, Al-Māʾidah: 4

(22) القرآن، الاعراف:157

Al-Qurʾān, Al-Aʿrāf: 157

(23) الرازی، فخر الدین، محمد بن عمر، مفاتیح الغیب، بیروت، داراحیاء التراث العربی،1420ھ جلد11، صفحہ290

Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn, Muḥammad bin ʿUmar, Mafātīḥ al-Ghayb, Beirūt, Dār aḥyāʾ al-turāth al-ʿArabī, 1420 AH, Volume 11, page 290

الرازی، مفاتیح الغیب، جلد15، صفحہ381

Al-Rāzī, Mafātīḥ al-Ghayb, Volume 15, page 381

(24) السرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، بیروت، دار المعرفۃ،1414ھ، جلد11، صفحہ255

Al-Sarakhsī, Muḥammad bin Aḥmad, Al-Mabsūṭ, Beirūt, Dār al-Maʿrifah, 1414 AH, Volume 11, page 255

العینی، محمود بن احمد، البنایہ شرح الہدایہ، بیروت، دار الکتب العلمیہ،1420ھ، جلد11، صفحہ606

Al-ʿAynī, Maḥmūd bin Aḥmad, Al-Bināyah Sharḥ al-Hidāyah, Beirūt, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1420 AH, Volume 11, page 606

(25) ابن رشد الحفید، محمد بن احمد، ابو الولید، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، القاہرہ، دار الحدیث،1425ھ، جلد3 صفحہ22

القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، قاہرہ، دار الکتب المصریہ،1384ھ، جلد7، صفحہ300(وبحسب هذا نقول في الخبائث: إنها المحرمات)

Ibn Rushd al-Hafid, Muḥammad bin Aḥmad, Abū al-Walīd, Bidāyah al-Mujtahid wa Nihāyah al-Muqtaṣid, al-Qāhirah, Dār al-Ḥadīth, 1425 AH, Volume 3, page 22

(26) امام شافعی، الام، جلد2، صفحہ271

Imām Shāfiʿī, Al-Umm, Volume 2, page 271

(27) الخرقی، عمر بن الحسین، ابو القاسم، متن الخرقی علی مذھب ابی عبداللہ احمد بن حنبل، دار الصحابۃ للتراث، 1413ھ، جلد1، صفحہ145

Al-Khurqī, ʿUmar bin al-Ḥusayn, Abū al-Qāsim, Matn al-Khurqī ʿalā Madhhab Abī ʿAbd Allāh Aḥmad bin Ḥanbal, Dār al-Ṣaḥābah lil-Turāth, 1413 AH, Volume 1, page 145

ابن قدامہ، المغنی، جلد9، صفحہ405

Ibn Qudāmah, Al-Mughnī, Volume 9, page 405

(28) الماوردی، الحاوی الکبیر، جلد 15، صفحہ 134

Al-Māwardī, Al-Ḥāwī al-Kabīr, Volume 15, page 134

(29) الماوردی، الحاوی الکبیر، جلد 15، صفحہ 134

Al-Māwardī, Al-Ḥāwī al-Kabīr, Volume 15, page 134

الترمذی، السنن، جلد 4، صفحہ 220، رقم الحدیث: 1726

Al-Tirmidhī, Al-Sunan, Volume 4, page 220, ḥadīth number: 1726

(30) النووی، یحی بن شرف، روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین، بیروت، المکتب الاسلامی، 1412ھ، جلد 3، صفحہ 276

Al-Nawawī, Yaḥyā bin Sharaf, Rawḍat al-Ṭālibīn wa ʿUmdat al-Muftīn, Beirut, Al-Maktab Al-Islāmī, 1412 AH, Volume 3, page 276

(31) ام حبین ایک رینگنے والا جانور ہے جو گوہ کے مشابہ ہوتا ہے اس کا پیٹ بڑا ہوتا ہے اس لیے اسے ام حبین کہتے ہیں۔ (الازہری، محمد بن احمد، الزاہر فی غریب الفاظ الشافعی، دار الطلائع، س ن، جلد 1، صفحہ 128، وأما أم حبين فهي دابه من حشرات الأرض تشبه الضب ورأيت الاعراب يعافون أكلها وهي الأنثى من الحرابى سميت أم حبين لعظم بطنها)

(32) القرآن، الانعام: 145

Al-Qur'ān, Al-An'ām: 145

(33) ابن قدامہ، المغنی، جلد 9، صفحہ 398

Ibn Qudāmah, Al-Mughnī, Jild 9, Ṣafḥah 398

الترمذی، السنن، جلد 4، صفحہ 220، رقم الحدیث: 1726

Al-Tirmidhī, Al-Sunan, Jild 4, Ṣafḥah 220, Raqm al-Ḥadīth: 1726

(34) الجصاص الرازی، احمد بن علی، ابو بکر، احکام القرآن، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1415ھ، جلد 3، صفحہ 27

Al-Jaṣāṣ al-Rāzī, Aḥmad bin ʿAlī, Abū Bakr, Aḥkām al-Qur'ān, Beirut, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1415 AH, Jild 3, Ṣafḥah 27

(35) الجصاص، احکام القرآن، جلد 3، صفحہ 27

Al-Jaṣāṣ, Aḥkām al-Qur'ān, Jild 3, Ṣafḥah 27

(36) الرازی، مفاتیح الغیب، جلد 13، صفحہ 170

Al-Rāzī, Mafātīḥ al-Ghayb, Jild 13, Ṣafḥah 170

(37) گوہ کی حلت وحرمت کے حوالہ سے اہل علم کے تین قول اباحت، حرمت اور کراہت کے ہیں تفصیل کتب میں موجود ہے۔

(38) الرازی، مفاتیح الغیب، جلد 11، صفحہ 290

Al-Rāzī, Mafātīḥ al-Ghayb, Jild 11, Ṣafḥah 290